شہری

SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو، وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے ..... مارگریٹ میڈ

براے بہتر ماحول

جولائی ۱۹۹۳ء

اندر کے صفحات میں

- زہریلا جھٹکا
- مفاد عامہ کی قانونی چارہ جوئی
- ایس او ایس ہم
- شہری سی بی کا اجلاس

ایک زہریلا جھٹکا
اور وہ کیمیکل کئی انسانی زندگی کا نذرانہ لے گیا

(تحریر۔ اظہر عباس)

بدھ ۲ مئی کو شیر شاہ کے ایک کباڑی مبارک علی نے ایک سوزوکی پک اپ اور اس کے ساتھ چھ مزدور کرائے پر لئے اور کیماڑی کے علاقے میں واقع پورٹ ٹرسٹ ریلوے اسٹیشن کے نزدیک ایک گٹر نالے میں پڑا ہوا وہ حاملین کیمیکل اٹھانے پہنچ گیا جسے نامعلوم فیکٹری نے ٹھکانے لگانے کی کوشش کی تھی۔

اس حقیقت سے قطعی ناواقف ہونے کی بنا پر کہ وہ کس قسم کے بیرل کو ہاتھ لگا رہے ہیں مبارک علی، سوزوکی ڈرائیور اور مزدوروں میں سے کسی نے بھی کوئی احتیاطی تدابیر اختیار نہیں کیں اور یہ کیمیکل ان کی زندگیوں کا اب تک بھیانک خواب بن گیا۔ مبارک علی اور ڈرائیور سیف الرحمن کے لئے یہ زندگی کا آخری پھیرا تھا۔ سیف تو اسی دن چل بسا جبکہ مبارک علی نے تین دن بعد سول اسپتال میں دم توڑا۔ ۸ مئی کو سیف الرحمن کی پراسرار موت کے بعد بھی یہ کیمیکل ہونے سے لاکر مبارک علی اور اس کے پارٹنر علی محمد نے شیر شاہ کے ایک گودام میں ڈمپ کر دیا تھا جہاں یہ تب تک وہیں موجود رہا۔

حکام خاموش اور لاتعلق رہے گویا ایک موت انتظامی مشینری کو حرکت میں لانے کے لئے کافی نہیں تھی۔ ڈرائیور کی موت کے بعد وہ گودام کے دروازے پر پولیس کا ایک سپاہی تعینات کر دیا گیا۔ اس کے بعد جمعہ ۹ مئی کو ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے حکام کو چونکا کر رکھ دیا۔ ہوا یہ کہ بچے پر گرا پانی اور ایک دم کیمیکل سے اٹھنے والے بخارات کو سونگھتے ہوئے زمین پر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔

اس کے بعد بالآخر سرکاری انتظامیہ حرکت میں آئی۔ ڈی سی اور کے ایم سی کے فائر بریگیڈ ڈپارٹمنٹ اور ہم وسپیشل اسکواڈ کے مطابق اس کیمیکل کو شیر شاہ کے گودام سے ہٹا دیا گیا۔ اس وقت تک کسی کو صورتحال کی سنگینی کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔ نہ ہی کسی کو یہ احساس تھا کہ کس قسم کے کیمیکل سے نمٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس لاعلمی کا یہ نتیجہ تھا کہ کیمیکل کی منتقلی میں شامل چھ فائرمین زہریلے اثرات سے متاثر ہو گئے اور انہیں شہر کے مختلف اسپتالوں میں داخل کرانا پڑا۔ لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو اس پراسرار کیمیکل کا شکار بنتے دیکھ کر امدادی ٹیم کی قیادت کرنے والے علاقہ کے ایس ڈی ایم نے اس کیمیکل کا صحیح طور پر تجزیہ کرائے بغیر ہی اسے ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کر لیا۔ جو ممکن ہے لاعلمی بعض لوگوں کے لئے ثابت ہوئی لیکن کم از کم اس معاملے میں لاعلمی تباہ کن ثابت ہوئی۔ نتائج کا تعین کئے بغیر ہی اداروں کے ذیلی ایس ڈی ایم نے فائر بریگیڈ کے عملے کو حکم دیا کہ کیمیکل کو لیاری ندی میں پھینک دیا جائے۔

یہ کیمیکل لیاری ندی اور اس کے اطراف میں

باقی صفحہ ۳ پر ملاحظہ فرمائیں

اس شعبے سے تعلق رکھنے والے بعض ماہرین نے جن میں ڈاکٹر مرزا ارشد علی بیگ اور ڈاکٹر پرویز نعیم بھی شامل ہیں، اس سنگین معاملے کا نوٹس لیا

مفاد عامہ کی قانونی چارہ جوئی
غریب آدمی کا واحد ہتھیار

تحریر۔ مسز ای بی ہشٹ ایڈووکیٹ

ہمارے لئے انسانی حقوق کی یقین دہانی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین کے ذریعے کی گئی ہے جو ان کی درجہ بندی بنیادی حقوق کے نام سے کرتا ہے (جیسا کہ حصہ دوئم، باب اول میں بنیادی حقوق کے عنوان کے تحت آئین کے آرٹیکل ۸ تا ۲۸ میں بیان کیا گیا ہے) اس کے باوجود ہمارے تقریباً ۸۵ فیصد لوگ اپنے حقوق سے قطعی ناآشنا ہیں اور جن تھوڑے سے لوگوں کو ان سے واقفیت ہے تو وہ بھی قانونی داد رسی میں مشکل محسوس کرتے ہیں کیونکہ اکثر وبیشتر خوف، غربت، لاپرواہی یا بے توجہی ان کے راستے کی رکاوٹ بنی رہتی ہے۔

مجھے ایک مرتبہ ان صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا جنہیں عرف عام میں "عجیب کوئی کا جج" کہا جاتا ہے۔ یہ صاحب مسٹر جسٹس (ریٹائرڈ) پی این بھگوتی (چیف جسٹس سپریم کورٹ آف انڈیا) تھے۔ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے پبلک انٹرسٹ لیٹیگیشن (پی آئی ایل) یعنی مفاد عامہ کی قانونی چارہ جوئی کے تصور کی تشکیل، تشریح اور اسے زیر عمل لانے کا فریضہ انجام دیا کیونکہ ان کی رائے میں اس کے ذریعے غریب اور بے سہارا اور پسے ہوئے عوام کے مصائب اور مشکلات کا مداوا کیا جا سکتا تھا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پی آئی ایل کا تصور آیا کہاں سے؟ درحقیقت یہ کہیں سے بھی نہیں آیا۔ یہ ہمیشہ سے ہمارے آئین کے اندر موجود تھا۔ جہاں تک بھارت کا تعلق ہے جسٹس بھگوتی نے کہا۔ قانونی خدمات کے روایتی پروگرام کی کامیابی کا انحصار دو عوامل پر ہے (۱) متاثرہ شخص اس بات کو سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہو کہ اسے جو مسئلہ درپیش ہے وہ ایک قانونی مسئلہ ہے اور اس سلسلے میں کوئی کیسل اس کی مدد کر سکتا ہے۔ (۲) اور اسے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ مطلوبہ قانونی امداد کہاں سے حاصل کر سکتا ہے۔

دیگر کسی بھی غریب ملک کی طرح پاکستان میں بھی کئی طرح کی تفریق گہری جڑیں رکھتی ہے مثلاً رنگ، نسل، عقیدے اور سماجی و معاشی درجے کی تفریق وغیرہ۔ ہمارے یہاں ایک غریب آدمی کا اپنے حقوق کے لئے آواز بلند کرنا قاصر رہتا ہے کیونکہ اپنے حقوق سے ناواقفیت اور معقول قانونی امداد کی عدم موجودگی یہ سب چیزیں مل کر پی آئی ایل کے ہونے کا جواز فراہم کرتی ہیں۔ جن کے حقوق کو غریب لوگ وکیلوں سے رجوع کرنے میں بھی دشواری محسوس کرتے ہیں کیونکہ وہ ان کی بھاری فیسوں سے ڈرتے ہیں اور اپنے دولت مند اور اثر و رسوخ والے مخالفین سے ڈرتے ہیں اور وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوگی۔ ہمارا دیہی معاشرہ ابھی تک بے حد روایتی ہے جہاں برادری کے نظام اور خاندانی حیثیت پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اس صورتحال میں ایک عام آدمی دوسروں پر انحصار کرنے والا، بے حس اور

کسی بھی گروہ کے انسانی حقوق کی اجتماعی خلاف ورزی پر پی آئی ایل کے ذریعے داد رسی کی جاسکتی ہے

لاوارث بن جاتا ہے۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ صرف قانون کی خلاف ورزی ہی غلط ہے اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین کے آرٹیکل (۳) ۱۸۴ پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ عام لوگوں کے انسانی حقوق کی حمایت کرنے کی وسیع گنجائش موجود ہے۔

ہمارے ملک میں پی آئی ایل یعنی مفاد عامہ کی قانونی چارہ جوئی کا تصور بتدریج عام ہو رہا ہے اور اکثر اوقات متاثرہ شخص یہ جان کر اطمینان کی سانس لیتا ہے کہ اس کا طریقہ کار بہت سادہ ہے۔ کسی بھی گروہ کے انسانی حقوق کی اجتماعی خلاف ورزی پر پی آئی ایل کے ذریعے داد رسی کی جاسکتی ہے۔ اس کے لئے صرف یہ کرنا ہوتا ہے کہ پاکستان سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے نام ایک عام سا خط لکھ دیا جائے جس میں درپیش مسائل ان کے نقصان دہ اثرات اور ان سے متاثر ہونے والے افراد کی تعداد صاف اور واضح طور پر بیان کر دی جائے۔ یہ خط موصول ہونے پر چیف جسٹس صاحب قانونی نقطہ نظر سے اس کا جائزہ لیں گے اور یہ دیکھیں گے کہ مسئلے کی نوعیت ایسی ہے کہ اس کے حل کے لئے آئین کے آرٹیکل (۳) ۱۸۴ کے تحت داد رسی کی جا سکے۔ اس کے بعد وہ شکایت کنندہ اور جن کے خلاف شکایت کی گئی ہے ان فریقین کو نوٹس بھجوائیں گے۔ ایک قانونی امداد فراہم کرنے والے

باقی صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

ری سائیکلنگ
کے
حیرت انگیز حقائق

☆... نئے ریشے کے بجائے ۱۰۰ فیصد ری سائیکل کئے گئے ریشے سے ایک ٹن کاغذ تیار کیا جائے تو اس سے ۴۱۰۰ کلوواٹ فی گھنٹہ توانائی (جس سے ایک اوسط درجے کے گھر کو چھ ماہ تک توانائی فراہم کی جاسکتی ہے) ۷۰۰۰ گیلن پانی، ۶۰ پاؤنڈ آلودگی پھیلانے والے ہوائی اخراجات اور تین مکعب گز جگہ بچائی جاسکتی ہے جو کوڑا کرکٹ ٹھکانے لگانے کے کام میں استعمال ہوتی۔

☆... امریکی عوام ہر ہفتے تقریباً ۵ کروڑ ایلومینیم کے ڈبے استعمال کر کے پھینک دیتے ہیں۔ ان ڈبوں میں سے اتنی ایلومینیم پھینک دیتے ہیں کہ اس سے ہر تین ماہ بعد امریکہ کا تمام تجارتی فضائی بیڑہ دوبارہ بنایا جاسکتا ہے۔

☆... ردی اخبارات کے ہر چار فٹ اونچے ڈھیر کو ری سائیکل کرنے سے ایک چالیس فٹ اونچا درخت بچایا جاسکتا ہے۔

☆... امریکی لوگ ہر ایک گھنٹے کے دوران پلاسٹک کی ۲۵ لاکھ بوتلیں استعمال کر کے پھینک دیتے ہیں اور ان بوتلوں کی ایک بہت چھوٹی سی مقدار ری سائیکل ہوتی ہے۔

☆... امریکہ میں ہر سال پکڑ کر پھینکے جانے والے کاغذ کو ری سائیکل کیا جائے تو اس سے ۳۰ ارب ڈالر خرچ کر کے بھی لاکھوں درخت بچائے جاسکتے ہیں۔

☆... ایک اوسط امریکی پانچ سال میں اتنا کچرا پھینکتا ہے جس کا وزن تقریباً امریکہ کے مجسمہ آزادی کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔

☆... امریکہ تمام دنیا کی آبادی کا صرف پانچ فیصد حصہ ہے لیکن وہ دنیا بھر کا ۳۰ فیصد کچرا پیدا کرتا ہے۔

☆... ایک ٹن کاغذ کو ری سائیکل کرنے سے ایک ایکڑ پر پھیلے ہوئے درختوں کو محفوظ کیا جاسکتا ہے۔

☆... ایک گلاس بوتل کو ری سائیکل کرنے سے اتنی توانائی بچائی جاسکتی ہے کہ جس سے ۱۰۰ واٹ کا ایک بلب چار گھنٹے تک روشن رکھا جاسکتا ہے۔

☆... ری سائیکل کئے گئے ایلومینیم سے ایک نیا ڈبہ بنانے کے لئے خام مال کے مقابلے میں ۹۵ فیصد توانائی کم خرچ ہوتی ہے۔

☆... امریکہ میں سالانہ اتنی مقدار میں ٹھوس کچرا پیدا ہوتا ہے کہ جس سے پچاس ہزار کچرا ڈھونے والے ٹرک بھر کر پوری طرح بھرے جاسکتے ہیں اور اگر ان ٹرکوں کو آگے پیچھے کھڑا کیا جائے تو ان کی قطار دو بار پوری دنیا کے گرد چکر لگائے گی۔

(بشکریہ: کوئی ٹاؤن شپ ری سائیکلنگ پروگرام)

سطح لیبرٹی سے آگے ملاحظہ فرمائیں

(ماڑی پور پر لیاری ریلوے اسٹیشن کے نزدیک ایک پل کے نیچے) بارہ دن تک پڑا رہا۔ کیمیکل کا کچھ حصہ ابھی تک اس نالے میں بھی پڑا تھا جہاں اس کو پہلی بار پھینکا گیا۔ جبکہ تھوڑی بہت مقدار شیر شاہ والے گودام میں بھی پڑی رہ گئی تھی۔

بارہ دن کے بعد حکام پر یہ انکشاف ہوا کہ یہ کیمیکل نہ صرف بے انتہا زہریلا ہے بلکہ دھماکہ خیز بھی ہے اور یہ صحت اور ماحول کے لئے سنگین مسائل کا سبب بن سکتا ہے۔ جب اخبارات میں متواتر خبریں چھپنے لگیں تو اس کے بعد ہی حکام اس بات پر مجبور ہوئے کہ پاکستان کونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ سے اس کیمیکل کا تجزیہ کرایا جائے تاہم پی سی ایس آئی آر نے یہ خدمت انجام دینے سے انکار کر دیا کیونکہ ان کے کہنے کے مطابق یہ کام کرنے کے لئے ان کے پاس مطلوبہ آلات

حکام خاموش اور لاتعلق رہے گویا ایک موت انتظامی مشینری کو حرکت میں لانے کیلئے کافی نہیں

موجود نہیں تھے۔ اس کے بعد کراچی یونیورسٹی کے حسین ابراہیم جمال انسٹی ٹیوٹ آف کیمسٹری نے مذکورہ کیمیکل کا تجزیہ کیا۔ اس تجزیے سے ثابت ہوا کہ یہ کیمیکل ہیناالائی نائٹرو ٹیرین ہے جو کہ نہ صرف بے انتہا زہریلا ہوتا ہے بلکہ ٹی این ٹی کے ۸۶ فیصد کے برابر دھماکہ خیز قوت بھی رکھتا ہے اور ہنگامی صورتحال میں اسے ٹی این ٹی (بارود) کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔

ایچ ای جے کے تجربے سے یہ بھی انکشاف ہوا کہ یہ کیمیکل نظام تنفس ناکارہ کر سکتا ہے اور سایانوسس پیدا کر سکتا ہے جس میں خون کے ہیموگلوبن پر کیمیکل کے اثر سے انسانی جلد نیلی پڑ جاتی ہے۔ اس کے دیگر اثرات میں چکر آنا شدید سر درد، پھوڑوں میں درد کیما اور بالآخر ہلاکت تک شامل ہے۔ بیرونی طور پر کیمیکل کے چھو جانے سے کھجلی اور دیگر بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں۔

لیاری ندی کے اطراف میں گنجان آبادی ہونے کی وجہ سے یہ امر یقینی ہے کہ لوگوں کی بڑی تعداد اس کیمیکل سے متاثر ہوگی۔ ہو سکتا ہے یہ اثرات فوری طور پر ظاہر نہ ہوں لیکن جیسا کہ اس طرح کے کیمیکلز کی خصوصیت ہے ان کے پوشیدہ اور طویل مدت کے اثرات ضرور نقصان پہنچاتے ہیں۔

یہ کیمیکل لیاری ندی کی کیچڑ میں یقینی طور پر شامل ہو چکا ہے۔ سمندری غذا کے ذریعے غذائی زنجیر میں داخل ہو کر اس کے اثرات انسانوں تک بالآخر پہنچ جائیں گے۔

خوش قسمتی سے اس شعبے سے تعلق رکھنے والے بعض آزاد ماہرین نے جن میں ڈاکٹر مرزا ارشد علی بیگ پی سی ایس آئی آر کے سابق ڈائریکٹر ہیں اور آج کل فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی اسٹینڈنگ کمیٹی برائے ماحولیات کے چیئرمین کی حیثیت سے فرائض انجام

دے رہے ہیں۔ ڈاکٹر نعیم گیلی جو سی این پاکستان کے ٹی پروگرام کو آرڈینیٹر ہیں۔

ان ماہرین کی مداخلت کے نتیجے میں اس معاملے کی اہمیت اجاگر ہوئی اور بالآخر پہلے اس خطرناک کیمیکل کو لیاری ندی سے نکالا گیا اور پھر اتوار ۲۳ مئی کو اسے کراچی شہر سے تقریباً ۴۵ کلومیٹر دور بلدیہ ٹاؤن میں محفوظ طور پر ٹھکانے لگا دیا گیا۔ کیمیکل کو ٹھکانے لگانے کا آپریشن پورے ایک دن جاری رہا اور زہریلے اثرات کے خطرے کے باوجود کئی محکموں کے اہلکاروں نے اس کام میں شرکت کی۔ تقریباً بارہ گھنٹے تک ضلع غربی کی تمام تر انتظامیہ "قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں" کے ایم سی کا فائر بریگیڈ ڈپارٹمنٹ، بم ڈسپوزل اسکواڈ اور بعض دیگر افراد اس آپریشن میں مصروف رہے۔ کام کرنے والے کا اس کیمیکل سے خوفزدہ ہونا بالکل بجا تھا کیونکہ اس سے پہلے کیمیکل کی منتقلی کے آپریشن کے دوران دو اہلکار شدید طور پر کیمیکل کے زہر سے متاثر ہو چکے ہیں۔ ٹھکانے لگانے کے اس آپریشن کے دوران بھی تمام تر احتیاطی تدابیر کے باوجود ایک ٹرک ڈرائیور کیمیکل کے زہریلے بخارات سے متاثر ہو گیا اور اسے فوری طور پر اسپتال پہنچایا گیا ہے۔

یہ ایک اہم مگر افسوسناک بات ہے کہ اس سارے معاملے میں میڈیا نے خاصی بے حسی کا ثبوت دیا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ یہ کیمیکل کراچی کے شہریوں کے لئے بالعموم اور لیاری ندی کے کناروں پر بسنے والوں کے لئے بالخصوص ماحول اور صحت کے سنگین مسائل پیدا کر سکتا ہے۔ ایک کے سوا کسی بھی اخبار نے اسے توجہ کے لائق نہ جانا۔ نہ صرف یہ کہ اسے شہر کے نقطہ نظر سے صفحہ اول پر کوریج دینے کا مستحق بھی نہیں گردانا گیا۔ ماسوائے گنتی کی چند رپورٹوں کے اور وہ بھی محض کیمیکل سے ہونے والی اموات کے حوالے سے، اخبارات میں اس اہم معاملے کو ابھارنے کے لئے کوئی خاص رپورٹنگ نہیں کی گئی۔

یہ ستم ظریفی نہیں تو کیا ہے کہ اس طرح کے معاملات کو ہمارے اخبارات کی ترجیحی توجہ حاصل نہیں ہوتی۔ ترقی یافتہ ممالک میں ایسے واقعات کو نہ صرف خصوصی اہمیت دی جاتی ہے بلکہ اس قسم کی صورتحال سے نمٹنے کے لئے مخصوص محکمے بھی موجود ہیں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ کراچی میں کوئی بھی ایجنسی یا محکمہ ایسا موجود نہیں تھا جو اس زہریلے کیمیکل کو ٹھکانے لگانے کی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار ہوتا۔

صورتحال فی الحقیقت تشویشناک ہے۔ ناکافی یا قطعی غیر موجود آلات اور سہولتوں کی وجہ سے ان صنعتوں میں جہاں زہریلے کیمیکلز استعمال ہوتے ہیں۔ حادثات کا امکان بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں زہریلے فضلے کو ٹھکانے لگانے کا ناقص اور غیر موزوں طریقہ ماحول اور صحت کے لیے خطرات پیدا کر کے مقامی آبادی کو نقصان پہنچاتا ہے۔

تحقیق اور سروے سے انکشاف ہوا ہے کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد یا تو سلو پوائزنگ کا شکار ہو رہی ہے یا اس کے اثرات سے جلدی بیماریوں میں مبتلا ہو رہی ہے۔

اگرچہ اس قسم کی صورتحال ہمارے معاشرے میں اکثر نظر آتی ہے (حالانکہ بیشتر اوقات متاثرہ فرد کو یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ وہ ان نقصان دہ ماحولیاتی آلودگی سے پیدا ہونے والے اثرات کے زیر اثر تکلیف اٹھا رہا ہے جن سے وہ اپنی کام کی جگہ پر یا پانی، غذائی زنجیر وغیرہ کے صنعتی زہر آلودگی سے متاثر ہونے کے نتیجے میں دوچار ہوا ہے) لیکن ترقی یافتہ ممالک میں اس طرح کے واقعات شاذ و نادر ہی پیش آتے ہیں۔ اس کے باوجود ترقی یافتہ ممالک میں بھی کبھی نہ کبھی اس قسم کے حادثات کا تذکرہ سننے میں آ جاتا ہے۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ ان ملکوں میں عوامی ردعمل اتنا شدید ہوتا ہے اور حکومت اتنی مستعدی سے اقدام کرتی ہے کہ بیشتر اوقات اس مسئلے کو کوئی بڑا خطرہ بننے سے پہلے ہی نمٹا دیا جاتا ہے۔

ہمارے ملک میں عمومی بے حسی اور آلودگی اور حادثات سے بچاؤ کے لئے مطلوبہ اقدامات سے بے پرواہی کی بہترین مثال حب انڈسٹریل ایریا کی ایک انڈسٹری میں دیکھنے میں آئی۔ اس ادارے نے اپنے کمپاؤنڈ میں ایک انتہائی زہریلا مادہ ڈال رکھا تھا جو کہ اس کی ایک بائی پروڈکٹ اور غالباً "کسی قسم کا کلور۔ نیٹڈ ا۔ سڈ" تھا جسے کمپنی کے مالکان مارکیٹ میں فروخت کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ جب کچھ ماہرین نے اس فیکٹری کا معائنہ کیا تو انہیں پتہ چلا کہ یہ زہریلا مادہ آہستہ آہستہ زمین میں سرایت کر گیا ہے اور آس پاس کے علاقے میں کھودے گئے کنوؤں کے پانی کو زہر آلود کر رہا ہے۔

یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ پورے ملک میں قائم فیکٹریوں اور کارخانوں کا یہ حال ہے کہ وہ زہریلے فاضل مادوں کو محفوظ طریقے سے ٹھکانے لگانے کی طرف سرے سے کوئی توجہ نہیں دیتے۔ شہر کی انتظامیہ اور شہری ادارے جو کہ اس سلسلے میں اصل ذمہ دار ہیں، کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں رکھتے۔ حتیٰ کہ اس قسم کے سنگین مسائل کے حوالے سے کوئی ضمنی قوانین بھی موجود نہیں ہیں۔ کراچی میں ٹھوس اور مائع فضلہ ٹھکانے لگانے کا ذمہ دار ادارہ کے ایم سی ہے۔ اسے یہ ذمہ داری سندھ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ۱۹۷۹ء کے ذریعے سونپی گئی ہے۔ تاہم کے ایم سی زہریلے مادوں سے نمٹنے کے لئے ضروری صلاحیت نہیں رکھتی۔ صرف اس کا فائر بریگیڈ ڈپارٹمنٹ اس نوعیت کی صورتحال میں کارروائی کرتا ہے لیکن فائر بریگیڈ بھی زیادہ اچھی طرح لیس نہیں ہے اور اس کے پاس ایسا تربیت یافتہ عملہ بھی نہیں ہے جو شیر شاہ کے واقعہ سے نمودار ہونے والی صورتحال سے نمٹ سکتا ہو۔ شیر شاہ کے حادثات کے بعد ماحول کے بارے میں فکرمند لوگوں نے شہری انتظامیہ اور بلدیہ کی اس نوع کی صورتحال سے عہدہ برآ ہونے کی اہلیت پر گہرے شک و شبہ کا اظہار کیا ہے۔ اس ضمن میں باشعور شہریوں نے باہم تبادلہ خیال کے بعد یہ تجویز پیش کی کہ بلدیہ اور پولیس کے اہلکاروں کو مناسب تربیت دینے کے ساتھ ساتھ اس طرح کے بحرانوں کا مقابلہ کرنے میں مدد دینے کے لئے اس شعبے کے ماہرین پر مشتمل ایک کمیٹی بھی قائم کی جائے۔

اس ضمن میں حکام کی ترجیحات یہ ہونی چاہئیں

۱) یہ امر یقینی بنانا کہ زہریلے مادے استعمال کرنے والی صنعتوں میں کام کرنے والے ہزاروں کارکنوں کو مناسب حفاظتی لباس، ماسک وغیرہ فراہم کئے جائیں۔

۲) زہریلی اشیاء کی ٹرانسپورٹیشن اور لانے لے جانے اور ان کے فضلے کو ٹھکانے لگانے کے لئے سندھ انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسی (ای پی اے) کی نگرانی میں محفوظ طریقے وضع کئے جائیں۔ اس مقصد کے لئے سندھ ای پی اے کو شہر سے دور ایک قطعہ اراضی فراہم کیا جا سکتا ہے جہاں خطرناک فضلہ ڈمپ کیا جائے اور یہ بھی نشاندہی رہے کہ کہاں کیا چیز ڈمپ کی گئی ہے۔

۳) فیکٹری مالکان شمول بڑی کثیر القومی کارپوریشنز اور چھوٹے تاجر جو اس قسم کی ماحولیاتی تباہ کاری پھیلانے کے ذمہ دار ہوں، ان کے خلاف متعلقہ قوانین کے تحت سخت کارروائی کی جائے تاکہ دوسروں کے لئے مثال قائم ہو سکے۔

شیر شاہ کے حادثے کو ان لوگوں کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہونا چاہئے جو حکومت میں سرگرم اور ذمہ دار حیثیت کے مالک ہیں۔ وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ زہریلے مادوں سے نمٹنے کے لئے ایک کمیٹی کے قیام اور ایک ہنگامی منصوبے کی تشکیل کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کراچی کے شہری ملک کے سب سے بڑے صنعتی مرکز کے باسی سنگین ماحولیاتی تباہ کاری کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ انہیں اب بھی تباہی کے بھیانک ترین مناظر دیکھنے سے بچایا جا سکتا ہے... کیونکہ المیہ بھوپال کی یادیں اب بھی ہمارے ذہنوں میں تازہ ہیں۔

امید کی ایک کرن یہ بھی ہے کہ سندھ ای پی اے ایک ایسی کمیٹی کی تشکیل میں مصروف ہے تاکہ مستقبل میں ایسا کوئی حادثہ پیش آنے پر فوری طور پر مطلع کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات شیر شاہ کے حادثے کے چند روز بعد محترمہ مہتاب اکبر راشدی ڈائریکٹر سندھ ای پی اے نے بتائی۔ انہیں امید کرنی چاہئے کہ ای پی اے کی یہ کوشش حقیقت کا روپ دھارے گی اور مجوزہ کمیٹی محض ایک کاغذی کمیٹی نہیں رہے گی بلکہ فی الفور اپنے فرائض کی انجام دہی شروع کر دے گی۔

[illegible]

بہتر ماحول کی تشکیل کیلئے "شہری" میں شمولیت اختیار کیجئے

اگر آپ "شہری" میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ کارڈ مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کریں

شہری بہتر ماحول کیلئے شہریوں کا اشتراک
G-206 بلاک 2 پی ای سی ایچ ایس کراچی 75400 پاکستان
فون 442578، 441769 فیکس 438226

نام .... فون رہائش ....

پتہ ....

....

پیشہ .... فون آفس ....

شہری سرگرمیاں

شہری سی پی ای کا تیسرا سالانہ عام اجلاس

شہری سی پی ای کا تیسرا عام اجلاس اور انتخابات برائے سال [illegible] بروز ہفتہ ۲۲ اپریل کو منعقد ہوئے۔ ایگزیکٹو کمیٹی کا انتخاب اجلاس سے پہلے عمل میں آیا جس کی کاروائی کی نگرانی شہری سی پی ای کے چیئرمین جناب نوید حسین نے کی۔ اجلاس کا آغاز گزشتہ سالانہ اجلاس عام منعقدہ [illegible] کی کاروائی کی توثیق سے ہوا۔ اس کے بعد سالانہ رپورٹ اور آڈٹ شدہ حسابات برائے سال یکم جنوری [illegible] تا ۳۱ دسمبر [illegible] پیش کیا گیا۔ اور میسرز حیدر اینڈ کمپنی کو دوبارہ کمپنی کا آڈیٹر برائے سال [illegible] مقرر کیا گیا۔ الیکشن کمشنر جناب وارث ہاشمی نے ایگزیکٹو کمیٹی کے تین ایگزیکٹو ممبرز کی خالی نشستوں کے لئے کامیاب امیدواروں اور ان کے علاوہ عہدیداروں کے ناموں کا اعلان کیا جو کہ بلامقابلہ منتخب ہوئے۔ شہری سی پی ای کی نئی ایگزیکٹو کمیٹی کے اراکین کے نام یہ ہیں۔

(۱) چیئرمین	نوید حسین
(۲) وائس چیئرمین	قاضی فائز عیسیٰ
(۳) جنرل سیکرٹری	عبیدالرحمن
(۴) ٹریژرر	خطیب احمد
(۵) ایگزیکٹو ممبر	خطیب احمد
(۶) ایگزیکٹو ممبر	حسن جعفری
(۷) ایگزیکٹو ممبر	فرحان انور

اس کے بعد اجلاس میں شہری سے متعلق بہت سے اہم امور زیر بحث لائے گئے۔ متعدد اراکین نے سرگرمی سے بحث میں حصہ لیا اور اپنے خیالات اور آراء پیش کیں۔ اس موقع پر شہری کے اسٹاف کی نئی رکن مسز [illegible] جو کہ وکیل ہیں کا اجلاس کے شرکاء سے تعارف کرایا گیا۔ اجلاس گوئٹے انسٹیٹیوٹ کی لائبریری میں منعقد ہوا اور اس کے اختتام پر حاضرین کو چائے پیش کی گئی۔

میلہ یوم ارض

جمعرات ۲۲ اپریل کو یوم ارض منایا گیا۔ اس دن کی مناسبت سے لیو کلب نے ایک میلے کا اہتمام کیا جس میں مختلف تنظیموں نے حصہ لیا۔ ہل پارک جیسی پر فضا جگہ پر منعقد ہونے والے اس میلے نے بڑی تعداد میں لوگوں کی توجہ حاصل کی۔ ورلڈ وائلڈ فنڈ' آئی یو سی این' اسکوپ' [illegible] اور شہری سمیت مختلف اداروں نے میلے میں اسٹال لگائے۔ اس موقع پر ایک ارتھ ڈے پوسٹروں کی نمائش اور اسکول کے بچوں کی جانب سے ایک مختصر ڈرامے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ شہری نے میلے میں بچوں کو اپنا ممبر بنانے کی مہم بھی چلائی جس کے نتیجے میں تقریباً سو بچے شہری سی پی ای کے جونیئر ممبرز بن گئے۔

انٹر کالیجیٹ پوسٹر کمپیٹیشن

شہری سی پی ای [illegible] کالج کے سابق طلبہ کی انجمن ڈی جیئنز کے تعاون سے اگست ستمبر [illegible] میں پوسٹر ڈیزائن کرنے کا ایک انٹر کالیجیٹ مقابلہ منعقد کر رہا ہے۔ اس مقابلے کا عنوان ہے "ایک بہتر ماحول کے لئے پیش رفت" اور اس کا مقصد یہ ہے کہ بہتر اور روشن مستقبل کے لئے خیالات اور تصورات کو اجاگر کیا جائے۔ عنوان کے تحت ری سائیکلنگ' "دوبارہ استعمال" منظم ترقیاتی عمل' جنگلات کی بحالی' توانائی کے متبادل ذرائع وغیرہ شامل کئے گئے ہیں۔ کراچی کے تقریباً ۵۰ کالجوں کو مقابلے میں شرکت کے لئے دعوت نامے ارسال کئے جا چکے ہیں۔ مقابلے میں شریک پوسٹرز آرٹس کونسل کراچی میں نمائش کے لئے رکھے جائیں گے جس کے بعد پانچ منصفین کا ایک پینل ان میں سے انعام یافتگان کا فیصلہ کرے گا۔ تین بہترین پوسٹر بنانے والے طلبہ کو بالترتیب پانچ ہزار' تین ہزار اور دو ہزار روپے بطور انعام پیش کئے جائیں گے۔ مقابلے میں شرکت کے خواہش مند کالج شہری سی پی ای کے دفتر سے مزید تفصیلات حاصل کر سکتے ہیں۔

بقیہ: غریب آدمی کا واحد ہتھیار

صفحہ نمبر 1 سے آگے

وکیل کو مقرر کریں گے اور وہ خط یا درخواست کو اپنی صوابدید سے آئینی پٹیشن میں تبدیل کریں گے (یعنی ایک ایسا معاملہ جس میں آئین پاکستان کے تحت داد رسی کی جا سکے)۔ مطلوبہ قانونی عمل کی تکمیل کے بعد تمام متعلقہ فریقوں کو مسئلے کے حل کے ضمن میں مناسب ہدایت جاری کی جائیں گی۔

اس تمام طریقہ کار کو موثر طور پر روبہ عمل لانے اور اطمینان بخش طور پر انجام تک پہنچانے کے لئے لازم ہے کہ ایک قانونی خدمات کا پروگرام موجود ہو۔ اس مقصد کے لئے مندرجہ بالا حکمت عملی کو مد نظر رکھتے ہوئے سوشل ایکشن گروپ بھی بنائے جا سکتے ہیں۔

۱) سماجی' قانونی تحقیق کے ذریعے یہ پتہ لگایا جائے کہ معاشرے کے متاثرہ گروپ کسی قسم کی ناانصافیوں کا شکار ہیں۔

۲) یہ گروپ انسانی حقوق کے حوالے سے کن محرومیوں سے دوچار ہیں اور

۳) یہ کہ کسی بھی قسم کے قوانین یا قواعد و ضوابط کے تحت ان لوگوں کے کیا سماجی و معاشی استحقاق ہیں۔ ایک بار یہ کام ہو جائے تو پھر سوشل ایکشن گروپ اپنی تحقیق کے نتائج حکومت کے نوٹس میں لا سکتے ہیں اگر مسائل کے تدارک کے لئے نہیں تو کم از کم حکومت کو آگاہ کرنے اور اس پر دباؤ ڈالنے کے لئے یہ عمل ضرور مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

جارحانہ طریقوں سے یعنی قانونی عمل کے دائرے سے باہر کوئی طریقہ اختیار کر کے مختلف مسائل یا کوتاہیوں کو اخبارات وغیرہ کے ذریعے بے نقاب کیا جا سکتا ہے اور حکومت پر رائے عامہ کے ذریعے دباؤ ڈالا جا سکتا ہے۔ سوشل ایکشن گروپوں کے لئے دوسری حکمت عملی یہ ہوگی کہ عوام کو بالخصوص پچھڑے ہوئے اور محروم طبقات کو معلومات اور آگہی فراہم کی جائے۔

باقاعدہ منصوبہ بندی سے اختیار کئے گئے طریقوں کو مسلسل جاری رکھنے سے ان سوشل ایکشن گروپوں کو اپنے مقاصد کے حصول میں کافی مدد حاصل ہو سکتی ہے۔

۱) عوام میں قانون سے متعلق آگہی اور شعور پیدا کرنے کے لئے خصوصی پروگرام وضع کئے جائیں۔

۲) عوام کو یہ تربیت دی جائے کہ وہ خود کو ایک گروپ کی شکل میں شناخت کرنے لگیں۔

۳) اجتماعی شعور' اجتماعی تبادلہ خیال اور اجتماعی عمل کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے۔

۴) قانونی حقوق اور قانونی موضوعات کی بنیادوں پر سیاسی مباحثے شروع کرنے کی کوشش کی جائے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام خود کو منظم اور متحرک کریں انہیں ترغیب دی جانی چاہئے کہ وہ اپنے جیسے ہی مسائل سے دوچار دیگر گروپوں کے ساتھ تعاون پیدا کریں۔ انہیں اس امر کے لئے متحرک کیا جانا چاہئے کہ وہ قانونی عمل کے دائرے سے باہر دیگر ذرائع اور طریقہ کار اختیار کر کے خالص قانونی طریقوں کو تقویت پہنچائیں تاکہ قانون اور معاشرے دونوں میں انقلابی تبدیلی لائی جا سکے۔

سوشل ایکشن کے تحت قانونی کارروائی کی صورت کسی ایک طبقے یا کسی ایک گروہ کے افراد کے لئے مخصوص نہیں ہونی چاہئے اس کے برعکس انسانی حقوق کی کسی بھی قسم کی خلاف ورزی پر پی آئی ایل کو حرکت میں آ کر صورتحال کو درست کرنا چاہئے ہم بھی اپنے اجتماعی مسائل کے سلسلے میں سرگرم موقف اختیار کر سکتے ہیں اور پی آئی ایل اور جارحانہ طریقوں سے معاملات کو حکومت کے نوٹس میں لا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ہم شہریوں کی حیثیت سے اپنے آپ سے یہ پوچھیں کہ ہمیں کون کون سے مسائل درپیش ہیں تو اس کا جواب یہ ہوگا۔ پانی کی آلودگی' ہوا کی آلودگی' شور و غل کی آلودگی' تجاوزات اور غیر قانونی تعمیرات جو کھلی ہوائی جگہوں' شاہراہوں' پارکوں' کار پارکنگ کی جگہوں اور اس کے علاوہ تازہ ہوا' بجلی اور روشنی کی راہ میں اور ان کے عام استعمال میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ پانی کی آلودگی کی حدود

(الف) وہ تمام غیر صاف شدہ پانی جو ہمیں سپلائی کیا جاتا ہے اور جسے ہم پینے' کھانا پکانے اور دھونے دھلانے کے کام میں لیتے ہیں۔

(ب) نالوں' جھیلوں اور دریاؤں کا پانی جس میں ہر قسم کی آلودگی والے اجزاء اور صنعتی فضلہ اس امر کا لحاظ کئے بغیر پھینک دیا جاتا ہے کہ اس سے آبی حیات اور غذائی زنجیر کو کیا نقصانات پہنچیں گے اور انسانوں پر اس کے کیا دیرپا اثرات مرتب ہوں گے

ہوائی آلودگی کے اسباب

الف) فیکٹریوں اور کارخانوں کی چمنیوں سے نکلنے والا دھواں۔

ب) موٹر گاڑیوں سے خارج ہونے والا دھواں۔

ج) کیڑے مار دواؤں اور دیگر کیمیکلز کا بیجا اور حد سے بڑھا ہوا استعمال۔

شور و غل کی آلودگی کے اسباب

الف) موٹر رکشاؤں اور کاروں کے شور سے

ب) ہارن کا بے جا استعمال' پھٹے ہوئے سائلنسر اور خراب ٹیوننگ والی گاڑیاں

ج) غیر منظم طریقے سے جابجا چلتے ہوئے چھوٹے موٹے کارخانے۔

تجاوزات

یہ وہ جگہیں ہیں جہاں بدعنوان بلڈرز' نالوں' جھیلوں' پارکوں اور رفاہ عامہ کے پلاٹوں سے زمین ہتھیانے کی کوشش کرتے ہیں یا رہائشی علاقوں میں غیر قانونی تجارتی بلڈنگ تعمیر کرتے ہیں۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تعمیراتی قوانین کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے ناقص اور ناکارہ عمارتیں بناتے ہیں۔ ان کے علاوہ شادی ہال جنہوں نے ایک ہنگامہ اور شور و غل بپا کر کے ان کے نزدیک رہنے والے شہریوں کی پرائیویسی اور سکون برباد کر دیا ہے۔

خوش قسمتی سے فہرست لامحدود ہے۔ پی آئی ایل لوگوں کی قانونی ضروریات کی ان ہی کی زبان میں تشریح کرنے میں مددگار ہے۔

شہری۔ سی پی ای نے حال ہی میں ایک لیگل سیل قائم کیا ہے جہاں اس مقصد کے لئے ایک کل وقتی وکیل کو مقرر کیا گیا ہے کہ ان متاثرہ لوگوں کے مسائل سے نمٹا جائے جن کے انسانی حقوق ماحولیاتی نقطہ نظر سے پامال کئے جاتے ہیں۔ ماحولیاتی مسائل موجودہ دور کی ایک اہم حقیقت ہیں جس سے بڑی تعداد میں لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ ہم میں سے ہر شخص کسی نہ کسی شکل میں ماحولیاتی مسائل کا سامنا کر رہا ہے۔

ماحولیاتی مسائل کے حل کے لئے آپ کیا کر سکتے ہیں!

۱۔ ایک خط لکھئے جس میں صاف اور واضح طور پر مسائل بیان کرتے ہوئے اس کے متعلق ضروری معلومات فراہم کیجئے یعنی اس مسئلے کا محل وقوع' وسعت اور اس کے اسباب کیا ہیں۔

۲۔ یہ خط ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے نام لکھئے اور ارسال کیجئے۔ ان کا پتہ یہ ہے: چیف جسٹس' ہائی کورٹ آف سندھ' کراچی اور چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان' اسلام آباد۔ خط کی ایک کاپی ڈائریکٹر انوائرمنٹل پروٹیکشن ایجنسی' سندھ (پتہ: 7 بلاک B-12-2 گلشن اقبال کراچی) کو اور ایک کاپی شہری۔ سی پی ای کو بھی ارسال کریں۔

۳۔ جتنے زیادہ ممکنہ افراد [illegible] کیجئے۔ ان کے نام پتے اور اگر ممکن ہو تو ٹیلی فون نمبر بھی خط کے ساتھ شامل کیجئے۔

شہری

G-206 بلاک 2 پی ای سی ایچ ایس

کراچی 75400 پاکستان

فون : 441769-442578

فیکس : 9221-438226

ایڈیٹر : [illegible]

مینیجنگ کمیٹی

چیئرمین : نوید حسین

وائس چیئرمین : قاضی فائز عیسیٰ

جنرل سیکرٹری : عبیدالرحمن

خازن : [illegible]

اراکین :

خطیب احمد

حسن جعفری

[illegible]

[illegible]

ڈاکٹر [illegible] خان

شہری اسٹاف

[illegible]

شہری سب کمیٹیاں

[illegible]

شہری خبرنامہ

[illegible]

نرخ اشتہارات

[illegible]

ایس او ایس مہم، ہمارے سمندروں کو بچاؤ

کراچی کے ماحولیاتی طور پر باشعور شہریوں کی حیثیت سے ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ ہمارے سمندری ساحل ایسے کوڑے کرکٹ سے اٹے پڑے ہیں جو بحری ماحول اور نازک ساحلی ماحولیاتی نظام کو ناقابل بیان نقصان پہنچا رہا ہے بلکہ ان تفریحی مقامات کے فطری حسن کو تباہ بھی کر رہا ہے۔

۲۶ جون ۱۹۹۳ء کو شہری سی بی ای اور نیشنل یوتھ کونسل آف پاکستان نے مشترکہ طور پر سینڈز پٹ کراچی کی ساحل پر یوم صفائی منایا۔ یہ اس مہم کے تحت پہلا کلین اپ تھا جسے ایس او ایس مہم ہمارے سمندروں کو بچاؤ" کا نام دیا گیا ہے۔ اس مہم کے تحت تمام کلین اپ اس مقصد کے ساتھ کئے گئے کہ اس سے ماحولیاتی آلودگی کے بارے میں شعور اور معلومات میں اضافہ ہوگا اور اس سلسلے میں فوری اقدام کی اہمیت پر زور دیا جا سکے گا۔ اس مہم میں تقریباً ۱۳۰۰ افراد نے شرکت کی جو اتنے بڑے پیمانے پر اپنی نوعیت کی پہلی کوشش تھی۔ بہت سے شرکاء شہری۔ سی بی ای کے سینئر اور جونیئر اراکین تھے جبکہ ایک بڑی تعداد کا تعلق آغا خان شیعہ امامی اسماعیل کونسل برائے گارڈن سے بھی تھا۔

صبح ۸:۳۰ بجے سینڈز پٹ پہنچنے کے بعد مہم کے شرکاء نے خود کو مختلف گروپوں کی شکل میں منظم کیا اور پھر کچرا جمع کرنے والے بڑے بڑے تھیلے لے کر کوڑا کرکٹ چننے میں مصروف ہوگئے جو ساحل پر دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ مہم کے یہ پرجوش رضاکار ڈھائی گھنٹے تک ساحل سمندر سے کچرا اکٹھا کرنے کا یہ فریضہ انجام دیتے رہے۔

جب کچرا چننے کا یہ عمل جاری تھا تو اس کے ساتھ ساتھ جمع شدہ کوڑے کو اس کی مختلف اقسام کے مطابق الگ الگ کرنے کا کام بھی کیا جا رہا تھا۔ ساحل پر ملنے والے کچرے میں زیادہ تر ربڑ، پلاسٹک، فوم، کاغذ اور پلاسٹک کے ڈبے، لکڑی، دھات، شیشے اور کپڑے کے ٹکڑے اور ہر جگہ نظر آنے والے بد صورت شاپنگ بیگ بڑی تعداد میں شامل تھے۔ ڈھائی گھنٹے کی کوشش سے تقریباً ۱۰۰ بڑے تھیلے کچرے سے بھر گئے اور پھر ان تھیلوں کو اس کچرا گاڑی پر لاد دیا گیا جو زیڈ ایم سی ویسٹ نے بطور خاص اس مقصد کے لئے بھیجی تھی۔ کچرا جمع کرنے کے بعد سرٹیفکیٹ تقسیم کرنے کی تقریب ہوئی جس میں جناب نوید حسین چیئر پرسن شہری۔ سی بی ای، ڈاکٹر مرزا ارشد علی بیگ اور کالٹیکس کے جناب مسعود صدیقی نے سرٹیفکیٹ تقسیم کئے جس کے بعد ریفریشمنٹ پیش کیا گیا۔ اس مہم کو امریکن ایکسپریس بینک، کالٹیکس پاکستان، اسٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک لمیٹڈ اور انگلش بسکٹس نے اسپانسر کیا تھا۔

شہری اراکین نے گرمی اور شوق سے کچرے کا انبار لگایا

شہری کے جونیئر اور سینئر اراکین۔ کہیں کوئی کچرا رہ تو نہیں گیا۔ تصویر ... بشکریہ ڈیلی پاکستان

محنت اور جوانمردی کے گھنٹے کام کے بعد اراکین آرام اور تفریح کے موڈ میں۔ تصویر: عقیل احمد

اس شہر کراچی میں....

۱۔ جام صادق علی مرحوم نے کراچی کے ساتھ کیا کیا، اس کی ایک منہ بولتی تصویر اس کام میں کے ڈی اے کے ڈائریکٹر جنرل حضرات بھی دوستانہ طور پر مرحوم کی تھوڑی سی مدد کر دیا کرتے تھے۔

۲۔ یہ ان بستے سے لے کر شہر و مزیں سے ایک ہے جو پی سی ایچ ایس میں خالد بن ولید روڈ پر تعمیر ہوگئے ہیں یہ تجارتی ادارے نہ صرف یہ کہ ایک رہائشی علاقے میں غیر قانونی طور پر قائم کئے گئے ہیں بلکہ انہوں نے فٹ پاتھوں اور سڑکوں پر بھی ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی آخر کن بنیادوں پر ایک ایسی سڑک پر تعمیرات کے لئے بلڈنگ پرمٹ جاری کر رہی ہے جسے کمرشل قرار نہیں دیا گیا ہے۔

۳۔ ایک اور ایک منزلہ عمارت اٹھائی گئی ہے تاکہ اس کی جگہ کثیر منزلہ تجارتی بلڈنگ کھڑی کی جا سکے۔ شہری مطالبہ کرتا ہے کہ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی اس بے انتہا گنجان آباد شہر میں کثیر منزلہ عمارتوں کی تعمیر کے لئے مزید بلڈنگ پرمٹ جاری نہ کرے کیونکہ شہر پہلے ہی بڑھتی ہوئی آبادی، ناکافی سہولتوں اور بے ہنگم عمارتوں کے بوجھ تلے کراہ رہا ہے۔

ماحولیات کا پیغام عام ہو رہا ہے

ایک چینی کہاوت جو انگلینڈ سے منگوایا گیا ہے بدلتی ہوئی ریت کے بارے میں کہتی ہے کہ ... [illegible] ریڈیو ڈرامہ جو اپنے سامعین کی گھٹتی ہوئی بازی کی معلومات سے استفادہ کرتا ہے۔ مشرقی افریقہ میں کھانا پکانے پر رنگ برنگ ... جیسا کہ ... کھیل جس میں ماحولیاتی ماحول کے حوالے سے اپنی سرگرمیوں کی بنیاد پر کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ میکسیکو کی مصالحی کتابیں جو ... اثر انداز ہونے کے لئے ایک سائیکل سوار کی پانچ ماہ کی جدوجہد۔ یوگنڈا میں قدیم سبق آموز کہانیاں دہرائی جا رہی ہیں۔ یہ ہیں وہ کئی طریقے جو ماحولیاتی تحفظ کے پیغام کو عام کرنے کے لئے اختیار کئے جا رہے ہیں۔

سب بھول کھاتے ہیں تو جنگلات کو کیوں جلا کر؟ مشرقی افریقہ کی سڑکوں پر بڑے بورڈوں پر اس طرح کے پیغامات عام ہیں۔ ایک درخت لگائیے اور ماحول کو آلودگی سے بچائیے۔

یلو کیب فیور

پیلی ٹیکسیوں نے ان دنوں کراچی کو زرد بخار کی طرح اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے۔ اگرچہ ان ٹیکسیوں کا مقصد نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنا اور شہر میں ٹرانسپورٹ کا مسئلہ حل کرنا تھا لیکن فی الحقیقت یہ اسکیم بے تحاشا غلط استعمال کا شکار نظر آتی ہے۔

[illegible]